www.novelsclubb.com
غم کی شام
لائبہ سید creations
بنتِ نعیم
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

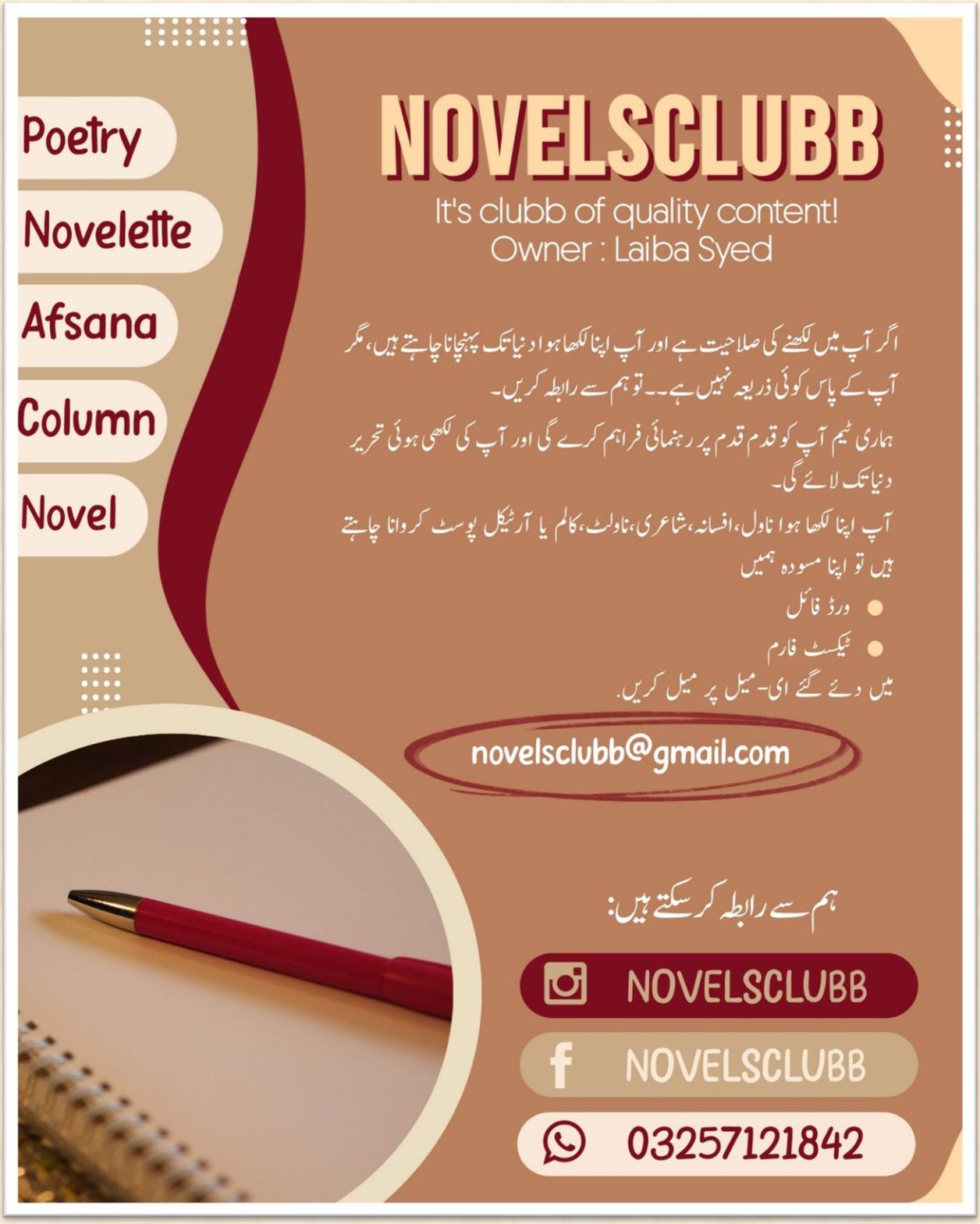
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

غم کی شام

از قلم

بنتِ نعیم

Clubb of Quality Content

خزاں آن پہنچا تھا، ہوا میں خنکی بڑھنے لگی تھی، سبز پھول پتے اب کہ پیلے پڑنے لگے تھے۔ شام کے اس پہر باڑ کنارے درختوں پر لگے سوکھے سنہری پتے ہوا کی سرسراہٹ سے ٹوٹ کر گر رہے تھے۔ اور پلاسٹک کی سیاہ چپل میں مقید نحیف جھریوں زدہ سے سانولے پیر انہیں اپنے نیچے روندتے آگے بڑھ رہے تھے۔ پھر ایک زنگ آلود سنگی بنچ کے قریب وہ رکے اور اپنے کپکپاتے بوجھ کو اس پر بٹھا دیا۔

وہ ایک پارک کا منظر تھا دوپہر ڈھلی تو بچوں اور عورتوں کی طرح اس نے بھی ادھر ہی کا رخ کر لیا تھا۔ کمزوری اب بہت بڑھ گئی تھی۔ بڑھاپا اپنے اندر خود ہی ایک بیماری ہوتا ہے۔ انسان کو بے بس، محتاج اور کمزور بنا دیتا ہے۔ جوانی کا فخر اور غرور ماند پڑنے لگتا ہے۔ جسم میں ویسی طاقت رہتی ہے نہ حوصلوں میں ویسی جرأت اور انسان کو اپنی حقیقت کا احساس صحیح معنوں میں ہو جاتا ہے کہ مجھے کمزور ہی پیدا کیا گیا ہے۔

ہوا ٹھنڈی تھی اور تیز بھی، اس کے سر پر رکھا دوپٹہ پھڑ پھڑا رہا تھا۔ اس نے ارد گرد دیکھا سب مصروف تھے۔ بچے جھولوں کے گرد جمع تھے اور عورتیں مٹی پر دائرے بنائے

فاصلے فاصلے پر بیٹھیں جانے کتنے گڑھے مردے اکھاڑ چکی تھی۔ یک دم کہیں سے رونے کی آواز آنے لگی۔ اس نے چونک کر یہاں وہاں دیکھا۔ جہاں وہ بیٹھی تھی اسکے پچھلی طرف پتھریلی روش تھی جسکے اس پار قطار در قطار درخت اگے تھے۔ انہی میں سے ایک کے قریب وہ لڑکی بیٹھی تھی۔ سیاہ بالوں نے اسکے چہرے کو دائیں طرف سے ڈھانپ رکھا تھا مگر اُسکی آواز اِسکے کانوں تک بآسانی پہنچ رہی تھی۔

وہ شاید کسی سے شکایتیں کر رہی تھی، بہت ساری شکایتیں اور شکوے۔ وہ اسے بتا رہی تھی کہ کتنی مشکل میں ہے وہ۔

بہت سی باتیں وہ کانوں سے ٹکراتی رہیں یہاں تک کہ ان بوڑھے کانوں نے ناشکری کے الفاظ سنے۔ وہ ٹھٹک گئی، وہ رک گئی، وہ سہم گئی۔ آنکھیں بھر آئیں اور زندگی کے سفر میں ہوئے بہت سے واقعات دکھائی دینے لگے۔

دنیا کی پٹڑی پر منزل کی طرف دوڑتی ریل گاڑی کے ایک ڈبے میں اس نے وہ منظر دیکھا یک دم آس پاس اگے درخت، جھاڑیاں، بنچز، پھول اور وہ لڑکی سب دھوئیں کے

مرغولوں کی مانند غائب ہوگئے اور اس نے خود کو اپنے ساتھ بیٹھے مسافر کے ہمراہ پایا۔ وہ جو اسکی زندگی کا ساتھی تھا، اس کا ہمسفر۔

صبح کا وقت تھا ناشتے کی میز پر وہ لان کے سبز سوٹ میں ملبوس بھورے بالوں کو جوڑے میں کس کے باندھے اسکے سامنے بھجا چہرہ لیے بیٹھی تھی۔ وہ کتنے پر سکون سے انداز میں کھا رہا تھا۔ اسے پرواہ نہیں تھی کہ ناشتے میں کھانے کو بہت ساری چیزیں ہونی چاہئیں سرو کرنے کو بہت سے ملازم ہوں اور.....

"اب کیا ہوا ہے تمہیں؟ ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟"

وہ اپنے خیالات سے باہر آئی۔ نفی میں سر ہلا کر دو توس اپنی پلیٹ میں رکھے۔

"تم نے نیا جوڑا خرید لیا ہے؟" وہ جلدی میں تھا آفس جانے کے لیے تیار۔

"ہاں!" اس نے پلیٹ پیچھے کھسکا دی۔ آج پھر کچھ کھانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔

"تو پھر خوش ہونا چاہیے! اتنی اداس شکل کیوں بنائی ہوئی ہے۔"

"ارسلان!اتنے بڑے لوگ ہیں وہ،اتنی امیر امیر بیویاں ہیں انکی،اچھی اچھی سے تیار ہوتی ہیں۔صرف اچھے کپڑے ہی تو نہیں پہن کر جانے ہوتے۔اچھا میک اپ بھی کرنا پڑے گا اچھا زیور بھی ہونا چاہیے۔"وہ اپنے دل کی بات کہہ کر خاموش ہو گئ۔ارسلان اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"یہ کیا طریقہ ہے ارسلہ!تم اس طرح سے کیوں ٹینس کر رہی ہو مجھے۔"وہ کھا چکا تھا یا شاید اب اور کھانا نہیں چاہتا تھا۔"میں سمجھ رہا تھا کہ تمہیں یہ جان کر خوشی ہو گی میرے باس نے اپنی تقریب میں ہمیں بھی مدعو کیا۔لیکن تم تو نجانے کس کس چیز کو مسئلہ بنا کر بیٹھ گئ ہو۔"

"تم ہم لڑکیوں کے مسائل نہیں سمجھ سکتے۔تمہیں نہیں پتا"ارسلہ نے سر جھکا لیا۔

"تو اب کیا کرنا چاہتی ہو؟"اس نے سر جھٹکا۔"میرے پاس اب اتنے پیسے نہیں ہیں کہ تمہیں منگا سازیور بھی خرید کر دوں"اکتایا ہوا سا بولا۔

Clubb of Quality Content

"پھر کیا کروں میں؟" آنکھوں سے دو موٹے موٹے آنسو اسکے شفاف چہرے پر پھسلے تھے۔

"تم رونا تو مت شروع کر دو یار" ارسلان نے اسکا ہاتھ تھاما. "ایسا کرو؛ مسز ثمرہ سے لے لو کوئی اچھا سا زیور ایک دن کے لی، ویسے بھی تم نے بتایا تھا وہ سجنے سنورنے پر بہت پیسا خرچ کرتی ہیں۔"

ارسلہ چونکی پھر مسکرائی "ہاں یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں کیوں نہیں سوچا. میں ابھی اس سے پوچھتی ہوں" وہ کھلکھلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

ارسلان آفس کے لیے نکل چکا تھا اور اس نے کال کر کے ثمرہ کو اپنے آنے کا بتا دیا تھا۔ اچھا سا جوڑا پہن کر وہ جانے کے لیے تیار تھی جب گھنٹی بجی۔ کام والی کے آنے کا وقت تھا۔ ناشتے کے برتن ویسے تو وہ خود ہی دھوتی تھی مگر آج کام والی کو دھونے کا کہہ دیا، کوڑا بہت جمع ہو رکھا تھا اسے جاتے ہوئے پھینکنے کو کہا اور چند ایک مزید ہدایات دے کر وہ باہر چلی آئی۔ گھر جس محلے میں تھا وہ سڑک سے کافی دور تھا۔ وہاں سے آگے چوک تک

پیدل آنے کے بعد اس نے ایک رکشے کو پکڑا۔ ہفتے کے باقی دنوں کی طرح معمول کا رش تھا لوگوں کا شور، ہنسی مزاق کی باتیں سب ویسا ہی تھا۔ وہ بھی ویسی ہی تھی ناخوش اور اکتائی ہوئی سی۔

یہ سب ابھی شروع نہیں ہوا تھا یہ تو تب سے تھا جب سے اس نے اپنے وجود کو محسوس کرنا شروع کیا تھا۔ ایک سبزی والے کے گھر میں پیدا ہوئی اس لڑکی نے بہت غربت کے دن دیکھے تھے۔ اور بہت سی تکالیف کا سامنا کیا تھا۔ اسکے بھی خواب تھے ہر خوبصورت اور حسین لڑکی کی طرح وہ بھی بہت اونچا سوچتی تھی۔ وہ خوبصورت تھی پھول کی مانند نازک اور پیاری۔ مگر اس کے ماحول اور حالات نے اسے چڑچڑا سا بنا دیا تھا۔ اسے لگتا تھا وہ یہاں رہنے کے لیے نہیں بنی تھی۔ اسے کسی امیر گھرانے کی اکلوتی اولاد ہونا چاہیے تھا جو منہ میں سونے کی چمچ لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اس کی بھی ہر خواہش زبان پر آتے ہی پوری ہو جانی چاہیے تھی، اسے بھی خوبصورت لباس پہننے تھے جنہیں پہن کر وہ بالکل شہزادیوں کی طرح لگے، اور کھانے کے لیے اسکی میز پر تینوں وقت بہت سے لذیذ اور بہترین کھانے موجود

ہوں۔اور اسکا کمرہ بھی خوبصورت پینٹنگز اور اعلیٰ فرنیچر سے سجا ہو۔لیکن قسمت چاہت کے بل پر کہاں چلتی ہے۔

اس کے لیے جب ارسلان کا رشتہ آیا تھا تب اسے لگا تھا زندگی بدلنے والی ہے۔کیونکہ وہ اسکے خاندان میں واحد لڑکا تھا جو شہر جا کر نوکری کرتا تھا۔سو اس نے خوشی خوشی ہاں کر دی اور ارسلان کے ہمراہ اس بوسیدہ حال گھر کو چھوڑ کر شہر چلی آئی۔یہاں آکر زندگی کافی پرسکون ہو گئی تھی۔اس نے ایک کام والی رکھ لی تھی۔وہ امیر عورتوں میں اٹھنے بیٹھنے لگی اس نے بہت سی دوستیاں نبھانا شروع کر دی تھیں۔مگر انسان کا یہ دل بڑی عجیب شے ہے۔یہ دل انسان کو ہر ہر خسارے میں دھکیل دیا کرتا ہے۔

اور یہی دل اب کہ اپنی اس زندگی سے اکتا چکا تھا۔اسے مزید کی چاہت تھی۔وہ تو بہت اونچا سوچتی تھی۔اسے تو زیادہ چاہیے تھا تو وہ اتنے میں خوش نہیں تھی۔

اپنی ان امیر دوستوں میں بیٹھ کر اسے یہ اندازہ ہوا کہ وہ ابھی بہت پیچھے ہے،ان دنیا والوں کے برابر نہیں ہے کہیں دور رہتی ہے۔اس سوچ اور احساس نے ارسلہ کی زندگی کو

ایک مرتبہ پھر اسی موڑ پر لا کھڑا کیا تھا۔ وہ ہر وقت پریشان رہنے لگی تھی۔ اداسی اس کے حسین نین و نقش کا حصہ بن چکی تھی۔ وہ زندگی کی گاڑی کو بڑی بے دلی سے بس گھسیٹ رہی تھی۔

پھر ایک شام وہ کمرے میں یونہی اداس بیٹھی بہت سی سوچوں میں گم تھی جب ارسلان کمرے میں آیا۔

"ارسلہ! ایک خوشخبری لایا ہوں تمہارے لیے۔" وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے اسکے عین سامنے آبیٹھا۔

"کیا؟" ذہن میں بہت سے خیالات نے یک دم جنم لیا تھا۔ کیا ارسلان کی پروموشن ہو گئی ہے؟ کیا اس کو کوئی بڑا عہدہ دے دیا گیا ہے جسکی تنخواہ کئی گنا زیادہ ہے؟ یا اسکی کوئی لاٹری نکل آئی ہے؟ کروڑوں کے انعام کی لاٹری؟

"یہ دیکھو!" اس نے ہاتھ میں پکڑا خاکی لفافہ ارسلہ کے سامنے لہرایا۔

"یہ کیا ہے؟" وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"خود دیکھ لو!"

اور اسلہ نے جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے لفافہ لیا اسے پھاڑا۔ اندر ایک کارڈ تھا۔ دعوت نامہ۔ ایک تقریب کا دعوت نامہ۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے نا سمجھی سے ارسلان کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

"ہمارے باس کا بیٹا ہے آجکل میں ہی پڑھ کر آیا ہے باہر سے۔ اس کے لیے انھوں نے اپنے گھر میں دعوت رکھی ہے اور اپنے تمام سٹاف کو مدعو کیا ہے۔" اس نے خوشی سے بتایا۔

"تو میں کیا کروں اسکا۔" وہ پھر سے اداس ہو گئی ایک آس تھی جو ٹوٹی تھی۔

"تم آجکل بہت عجیب طرح کا رویہ اپنائے ہوئے ہو ارسلہ!" تم نے باہر آنا جانا دوستوں سے ملنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ مجھے لگا تمہیں اسکا سن کر خوشی ہو گی کیونکہ تمہیں ایسی تقریبات پر جانے کا شوق تھا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ دعوت نامہ تم اپنے کسی امیر دوست کو دے دو۔ جس کی بیوی وہاں جانے کے قابل ہو۔"اس نے بد دلی سے کارڈ اسے واپس تھمایا۔"کیونکہ وہاں جانے والے کے پاس اچھے سے کپڑے بھی ہونے چاہئیں۔"

مگر تمہارے پاس تو کپڑے ہیں!وہ سفید لباس جو تم نے پچھلی مرتبہ عید پر پہنا تھا۔تم اس میں مجھے بہت پیاری لگتی ہو۔"وہ چاہتا تھا کہ ارسلہ خوش ہو۔وہ ایسا کیا کرے جو ارسلہ کی اس اداسی کو دور کر دے۔

"ارسلان وہ امیر لوگ ہیں۔ان کے سامنے ایسے مڈل کلاس لباس میں جانے کی اذیت کو تم محسوس نہیں کر سکتے۔"

"میں تمہیں کبھی نہیں سمجھ سکتا ارسلہ!"وہ ضبط سے بولا۔"تم اب کیا چاہتی ہو۔"

"میں نہیں جانا چاہتی"وہ خفا سی ہو کر بیٹھ گئی۔

"لیکن انھوں نے فیملی کو بلایا ہے۔"

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ ایک پیارا سا خوبصورت لباس لینے میں کتنا خرچا ہو سکتا ہے؟"اس نے جیسے ہار مان لی۔ایک لڑکی سے یہ سوال پوچھنا خود کو مصیبت میں دھکیلنے جیسا تھا۔

وہ چند لمحے سوچتی رہی"ایک مہنگا اور اچھا جوڑا چن کر لینا پڑتا ہے مختلف جوڑوں کی قیمت مختلف ہوتی ہے۔"

"میرے پاس کچھ پیسے ہیں"وہ اٹھا بیڈ سائیڈ ٹیبل کی ایک دراز سے کچھ پیسے نکال کر اسے تھمائے.یہ وہ پیسے تھے جو ارسلان اپنے دوستوں کے ساتھ ایک ٹرپ پر جانے کے لیے جمع کر رہا تھا۔

اسے شکار کا بہت شوق تھا۔لمبے عرصے کے بعد اسے یہ موقع ملا تھا۔لیکن اس نے پہلے ایک بڑی قیمت جمع کرنی تھی۔

لیکن کیسے شوق؟جتنا مشکل اپنے پیاروں کو چھوڑ کر کسی انجان جگہ میں انجان لوگوں کے ساتھ جا کر رہنا ہوتا ہے۔اتنا ہی مشکل اپنی زندگی میں کسی انسان کو شامل کر کے اسے خود سے کہیں زیادہ اہمیت دینا ہوتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آج وہ اس وقت ثمرہ کے گھر اسکے سنگھار میز کے سامنے کھڑی تھی کمرے میں اے سی کی خنکی پھیلی تھی۔اور وہ آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔

"یہ بہت خوبصورت ہے"وہ کانوں میں پڑی بالیوں کو چھو رہی تھی۔مگر وہ مطمئن نہیں تھی۔

"کیا آپ کے پاس کچھ مختلف ہو گا کچھ بہت منفرد؟"

"سب تمہارے سامنے ہے۔جو بھی تمہیں پسند ہو لے لو!"وہ مسکرا کر کشادہ دلی سے کہہ رہی تھیں۔

اس نے ایک نظر سنگھار میز پر بکھرے بہت سے خوبصورت پتھروں کو دیکھا۔اور نگاہیں اس سیاہ مخملیں ڈبی پر جا ٹھہری تھیں۔اس نے وہ اٹھائی اور کھولی۔وہاں ایک خوبصورت نازک سیاہ پتھروں کا نیکلس دمک رہا تھا۔جو اسکی آنکھوں تک کو خیرا کر گیا۔

"مجھے یہ چاہیے۔"اس نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔گویا کہ فریاد کی ہو۔

"کیوں نہیں تم لے جا سکتی ہو ارسلہ!"ایک مغرور مسکراہٹ بھری نگاہ اس پر ڈال کر ثمرہ نے کھلے دل سے اجازت دی تھی۔

اور پھر وہ اس ملکہ کا خزانہ اٹھائے وہاں سے بھاگ آئی تھی۔دل خوشی سے جھوم رہا تھا۔اور مسکراہٹ اسکے لبوں سے جدا نہ ہو رہی تھی۔رات آنکھوں میں ہی کٹی اور آخر وہ لمحہ آن پہنچا جب وہ سرمئی لبادے میں بھورے بال ایک طرف کو سجائے اٹھی گردن اور مسکراتے چہرے کے ساتھ ہال میں داخل ہوئی تھی۔بہت سی نظریں اس پر اٹھی تھیں بہت سی سرگوشیاں سنائی دی تھیں۔ہر ایک سے خود کو متعارف کرواتے اسکا ہاتھ کتنی ہی مرتبہ اپنی گردن پر دمکتے سیاہ پتھروں کے ہار کو چھوتا تھا۔بہت سی عورتوں نے اسکی تعریف کی تھی،بہت سی بس ایک نگاہ ڈال گئی تھیں۔اور اسے آج اپنی خواہش کی تکمیل کا احساس ہوا تھا کہ بے حد امیر لوگوں میں بہت ہی حسین دکھنا،حسد کیے جانا کتنا خوبصورت احساس ہوتا ہے یہ۔

رات دیر تک محفل چلتی رہی تھی۔ کھانے کے بعد بھی وہ کافی دیر تک وہیں ان عورتوں میں بیٹھی رہی جن کے ہر ہر انداز سے انکی امارت کا احساس ہوتا تھا۔ جانے رات کا کونسا پہر تھا جب وہ ہال سے باہر آئے، گرم ہوا کے جھونکوں نے انکا استقبال کیا۔ ارسلان نے اسے انتظار کرنے کو کہا کہ وہ ٹیکسی لے آئے۔ مگر اب کہ اتنی عزت اکٹھی کرنے کے بعد وہ سب کے سامنے ٹیکسی میں نہیں بیٹھ سکتی تھی۔ لہذا سنسان سیاہ سڑک کے کنارے بنے فٹ پاتھ پر وہ آگے بڑھتی رہی۔ کافی آگے پہنچ کر ارسلان نے اسے زبردستی گاڑی میں بٹھایا تھا۔

گھر پہنچ کر بھی جب ارسلان کپڑے تبدیل کر کے سونے کی تیاری کر رہا تھا وہ کتنی ہی دیر آئینے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ کر مسکراتی رہی۔ تبھی اسکی نگاہ اپنی گردن تک گئی۔ وہ شفاف سی خوبصورت گردن خالی تھی۔ اسکا دل ڈوبنے لگا۔

"ارسل۔۔۔ارسلان!" بمشکل حلق سے الفاظ نکلے تھے۔ "ارسلان نیکلس کدھر گیا؟"

وہ جو سونے کی غرض سے بستر پر لیٹ چکا تھا چونک کر اٹھ بیٹھا۔ "کیا مطلب کدھر ہے! تمہارے گلے میں ہونا چاہیے!"

"ارسلان نیکلس نہیں ہے،پتا نہیں کہاں چلا گیا۔"اڑی رنگت کے ساتھ وہ یہاں وہاں تلاش کرنے لگی۔اور اگلے ڈیڑھ گھنٹے کی کوشش کے بعد وہ اڑی رنگت لیے خالی ہاتھ بستر کنارے بیٹھی تھی جب ارسلان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

ارسلہ نے سوالیہ نگاہوں سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس نے سر نفی میں ہلا دیا۔"میں سارے راستے میں دیکھ کر آیا ہوں۔مجھے کہیں دکھائی نہیں دیا۔مجھے شک ہے کہ وہ یقیناً ٹیکسی میں رہ گیا ہے"ارسلان اسکے ساتھ آ کر بیٹھا تھکن اسکے چہرے سے واضح تھی۔"لیکن مجھے وہ ٹیکسی بھی نظر نہیں آئی۔"

"اب...اب... کیا کریں گے ہم؟"وہ سہمی ہوئی تھی نجانے کیسے کیسے خیالات ذہن میں امڈ امڈ کر آ رہے تھے۔

"تم اپنی دوست سے کچھ وقت مانگو"ارسلان نے سوچتے ہوئے کہا۔"ایسا کرو،اس سے کہو کہ نیکلس کی ہک ٹوٹ گئی ہے وہ ٹھیک کروا کر تمہیں واپس کر دوں گی۔"

ارسلہ نے سر اثبات میں ہلایا۔ گالوں پر پھسلتے آنسو ہتھیلی سے صاف کرتے وہ لباس تبدیل کرنے کو اٹھ کھڑی ہوئی۔

اگلی شام جب ارسلان گھر آیا تو وہ اسکے ہمراہ کتنی ہی جیولری شاپس میں گھومتی رہی کوئی اس ڈیزائن کے مطابق ہو بہو ویسا ہی نیکلس بنا کر دینے کو تیار نہ تھا۔ نیلا آسمان آہستگی سے خود کو سیاہ کرتا گیا یہاں تک کہ شہر نے سیاہی کی چادر اوڑھتے ہی خود کو برقی روشنیوں سے رنگ لیا۔

آخری امید لیے وہ اس شاپ میں شیشے کا دروازہ دھکیلتے اندر داخل ہوئے سفید روشنیوں اور اے سی کی خنکی نے انکا استقبال کیا تھا۔

"ہمیں اس طرح کا نیکلس بنوانا ہے۔" دکاندار کے پوچھنے پر ارسلہ نے ہاتھ میں پکڑے فون سے زوم ہوئی تصویر اسے دکھائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور پھر اگلے دو گھنٹے میں ان سے مکمل تفصیلات،اس پتھر کی اہمیت جس سے وہ بنایا گیا تھا،اسکے منفرد ہونے اور آخر میں اسکی قیمت سن کر وہ دونوں چند لمحے تک کچھ بول نہ سکے۔سارے الفاظ ختم ہوگ ئے تھے تمام امیدیں ٹوٹ گئ تھیں۔

ارسلہ نے بے اختیار چہرہ موڑ کر ارسلان کو دیکھا۔

"آپ ہمیں اگر تین دن کا وقت دیں ہم آپکو یہ قیمت لادیں گے اور آپ ہمیں یہ نیکلس جتنا جلدی ہو سکے بنادیں"وہ اب کے چند ضروری ہدایات اسے بتا کر ارسہ کے ہمراہ باہر نکلا۔

"اتنی بڑی رقم،ہم کہاں سے ادا کریں گے؟"وہ پریشان تھی اور اب مزید پریشان ہو گئ تھی۔سر درد سے پھٹا جارہا تھا۔

"میں چند دوستوں سے ادھار مانگنے کی کوشش کرتا ہوں ہمارے پاس تین دن کا وقت ہے۔"وہ سڑک پار کر کے دماغ میں بہت سا کچھ سوچتا اسے کہہ رہا تھا۔"امانت کی واپسی سب سے زیادہ اہم ہے۔"

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔ کاش میں اسی پر خوش ہو جاتی جو مل گیا تھا۔" آنکھیں پھر سے بہنے لگی تھیں۔

"جو ابھی خوش نہیں رہتا وہ کبھی خوش نہیں رہتا۔" ارسلان بس اتنا ہی کہہ سکا تھا۔ وہ پہلے ہی بہت پریشان ہو گئی تھی اسے اپنی باتوں اور نصیحتوں سے مزید پریشان نہیں کر سکتا تھا۔

لمحے، دن، ہفتے، مہینے اور سال سرکتے رہے۔ اب زندگی مختلف ہو چکی تھی۔ ایک بڑی قیمت ادا کر کے اس نے ہو بہو ویسا دکھتا نیکلس بنوا کر ثمرہ کو شکریہ کے الفاظ کے ساتھ لوٹا دیا تھا۔ مگر جو ادھار ان کے سر چڑھ چکا تھا اسکی ادائیگی میں انہیں ایک عرصہ لگنا تھا۔ انہوں نے اپنی بہت سی خواہشات کو اور بہت سی ضروریات کو خواہشات کا نام دے کم کر دیا تھا۔ یو لگتا تھا گویا صدیاں بیت گئی ہوں۔ وہ اس محلے کا گھر چھوڑ کر سستے کرائے والے گھر میں چلے آئے تھے۔ ملازمہ کو انھوں نے پہلے ہی نکال دیا تھا۔ جو کام وہ پہلے اس سے کروالیا کرتی تھی اب وہ بھی خود کرنے ہوتے تھے۔ اچھے کپڑے لینا دور کی بات اس نے کپڑے لینا ہی چھوڑ دیے تھے۔ اسے گھر سے نکلنے کا وقت نہ ملتا کہ وہ اب دوستیاں کر پاتی۔ وہ اکثر

گھر کے دروازے پر بنی سیڑھی پر بیٹھی گلی کنارے کھیلتے بچوں کو دیکھتی رہتی اور سوچتی کہ اگر اس رات وہ نیکلس اس سے نہ کھوتا تو شاید آج حالات بالکل مختلف ہوتے۔ ارسلان نے اس کی ایک غلطی کی وجہ سے اپنا بہت کچھ قربان کر دیا تھا۔ اور بس اسے اس مشکل سے نکالنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ اس جیسی لڑکیوں کو ارسلان جیسے لوگ ہی ملتے ہیں جو انہیں سمجھا سمجھا کر تھک جاتے ہیں مگر وہ پھر بھی غلطیوں پر غلطیاں کرتی رہتی ہیں پھر وہ انہیں سدھارنے کے لیے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ لگا دیتے ہیں۔

بہت سے خیالات اسکے ذہن میں آتے اور وہ انہیں آنے دیتی تھی۔ اب اسکی خواہشات اور چاہتیں جانے کہاں رہ گئی تھیں اور انکی جگہ پچھتاووں نے لے لی تھی۔ حقیقت تو یہ تھی وہ کبھی شکر گزار نہ بن سکی تھی اسے جو ملتا اسے وہ کم لگتا تھا۔ اور وہ اس کمی کو محسوس کر کے خوش نہ رہ پاتی تھی۔

زندگی گزر رہی تھی۔ اب کہ اس نے خواہشات کرنا چھوڑ دیں تھیں۔ جب بھی وہ کچھ چاہتی ایک کاش اسکے سامنے لہرانے لگتا "کاش وہ اس نیکلس کو نہ پہنتی" اور وہ کاش اسے

کسی خواہش کا اظہار نہ کرنے دیتا۔اب کہ اس نے ارسلان سے کچھ مانگنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ارسلان نے اسکی اس غلطی کو سدھارنے میں اپنی زندگی کے دس سال بتا دیے تھے۔اور ارسلہ اسے اب مزید کسی مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔

وہ اداس اب بھی رہتی تھی مگر اب اس نے اپنے پاس موجود اشیاء کی قدر کرنا سیکھ لی تھی۔

اب وہ اس پر خوش رہنا چاہتی تھی جو اس کے پاس ہے۔جیسا کہ اس سے محبت کرنے والا شوہر اور زندہ رہنے کے لیے کھانا اور جینے کے لیے مکمل وجود۔اس کے پاس سب تھا جو ایک انسان کو چاہیئے ہوتا ہے۔اس نے بس زیادہ کی طلب چھوڑ دی تھی۔اسے یہ احساس ہوا تھا کہ زندگی کا مقصد مزید کو پا لینا نہیں ہے بلکہ زندگی کا مقصد اپنے پاس جو موجود ہے اس کا استعمال کر کے منزل تک پہنچنا ہے۔

وہ اکثر انہی خیالات کو ساتھ لیے قریبی پارک میں چلی آتی تھی۔اور وہاں ٹہلتے ہوئے پھر سے سوچ کے سمندر میں غرق ہو جایا کرتی۔

ایک روز وہ یونہی چہل قدمی کر رہی تھی جب اسے ثمرہ دکھائی دی۔ وہ پارک کے گیٹ کنارے کھڑی تھی گویا کسی کا انتظار کر رہی ہو۔ ارسہ نے اسے نیکلس واپس کرنے کے بعد اب دیکھا تھا۔ وہ ویسی ہی دکھتی تھی۔ خوبصورت اور جوان جبکہ ارسہ تو اب کہ بوڑھی لگنے لگی تھی۔ اس نے عرصہ ہوا اپنی خوبصورتی کی پرواہ کرنا چھوڑ دی تھی۔

کیا وہ اس سے ملے؟ کیا اس سے بات کرے؟ کیا اسے سب بتانا چاہیے تھا؟

ہاں! جس کی وجہ سے وہ یہاں تک پہنچی تھی اسے اس سب کا علم ہونا چاہیے تھا۔

وہ قدم قدم چلتی ثمرہ کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"ہیلو!" اس نے پکارا تو ثمرہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر گردن موڑ کر اپنے پیچھے دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا۔

"میڈم! کیا آپ نے مجھ سے کچھ کہا؟"

"میں ارسلہ ہوں ثمرہ! کیا تم نے مجھے واقعی نہیں پہچانا۔" وہ کسی خواب کی سی کیفیت میں بولی۔

"اوہ ارسلہ یہ تم ہو؟ تم کتنی بدل گئی ہو؟ یہ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ تم لوگ اچانک سے گھر چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے؟"

وہ بہت سے سوالات پوچھ رہی تھی۔ دونوں قریب رکھے بنچ پر آ بیٹھے تھے۔

"ہمیں وہ گھر چھوڑنا پڑا۔ اور کم کرائے کے گھر میں آنے کی ضرورت پیش آ گئی تھی۔ پچھلے دس سال سے ہم مشکلات میں ہیں۔ اور ثمرہ! صرف تمہاری وجہ سے۔" وہ اسے اپنی زندگی کے پچھلے دس سالوں کی کہانی چند لمحوں میں بتا گئی تھی۔

"کیا؟ میری وجہ سے؟ لیکن میں نے ایسا کیا کیا؟" وہ حیرت سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"تمہیں وہ سیاہ پتھروں والا قیمتی نیکلس یاد ہے؟" وہ گم صم سی پوچھنے لگی۔

"ہاں!" ثمرہ نے یاد کرنے کی کوشش کی۔ "تم نے مجھے وہ بہت دیر سے واپس کیا تھا میں نے اسے کہیں پہن کر جانا تھا مگر وہ تمہارے پاس ہی تھا"

"وہ نیکلس مجھ سے کھو گیا تھا۔" بہت سی ہمت مجتمع کر کے ارسلہ نے کہہ ڈالا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا مطلب؟وہ نیکلس تو تم مجھے دے چکی ہو اور میرے کمرے میں موجود ہے۔" ثمرہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"تم نے اسے نہیں پہچانا ناں" وہ طنزیہ مسکرائی" کیونکہ وہ ہو بہو ویسا ہی تھا۔وہ بہت قیمتی اور مہنگا تھا۔بالکل ویسا بنوانے میں ہمارا بہت خرچہ ہوا اور ہمیں ادھار لے کر وہ بنوانا پڑا۔اس ادھار کو واپس کرتے ہوئے ہماری زندگی کے دس سال گزر گئے۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"ارسلہ!" ثمرہ نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

"تم ایک مرتبہ مجھ سے پوچھ تو لیتیں!وہ اصلی نہیں تھا۔وہ ایک اصل مشہور اور بیش قیمت نیکلس کی کاپی تھا۔مگر وہ اتنا مہنگا نہیں تھا"

ارسلہ نے بے یقین نگاہوں سے اسے دیکھا۔اسکے پیروں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔

یک دم منظر بدلنے لگا۔آس پاس کھلے پھول پتے مرجھاگئے اور درختوں سے ٹوٹ کر گرے سنہری خشک پتوں نے سبز گھاس کو ڈھک کر چھپا دیا۔تتلیاں ہوا میں بکھر کر غائب

ہو گئیں۔ سنگی بنچ اب کہ زنگ آلود ہو چکا تھا اور وہ وہاں تنہا بیٹھی تھی۔ نگاہ سیاہ چپلوں سے اٹھا کر اس نے پھر سے درخت سے ٹیک لگائے بیٹھی روتی لڑکی پر پھیریں۔

پھر ٹیک کا سہارہ لیے کھڑی ہو گئ۔ اور کپکپارے قدموں کے ساتھ دھیرے سے چلتی روش پر آئی اور اس لڑکی کے قریب رک کر جھکتے ہوئے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اس نے رک کر اسے دیکھا تھا نگاہیں چاک ہوئیں۔

"شکر کرو! ناشکری مت کرو!" وہ کہہ کر سیدھی ہوئی اور کمزور وجود کے ساتھ مدھم رفتار سے چلتی روش پر دور جانے لگی۔ وہ تو کہہ گئ تھی مگر وہ جانتی تھی لوگ نہیں سمجھتے انہیں وقت لگتا ہے اور اکثر تب ہی سمجھتے ہیں جب تجربہ کر لیتے ہیں۔ ہم ایسے ہی لوگ ہیں ہم نصیحتوں سے کم سیکھا کرتے ہیں۔

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842